وسیجنبها الاتقیٰ الایه

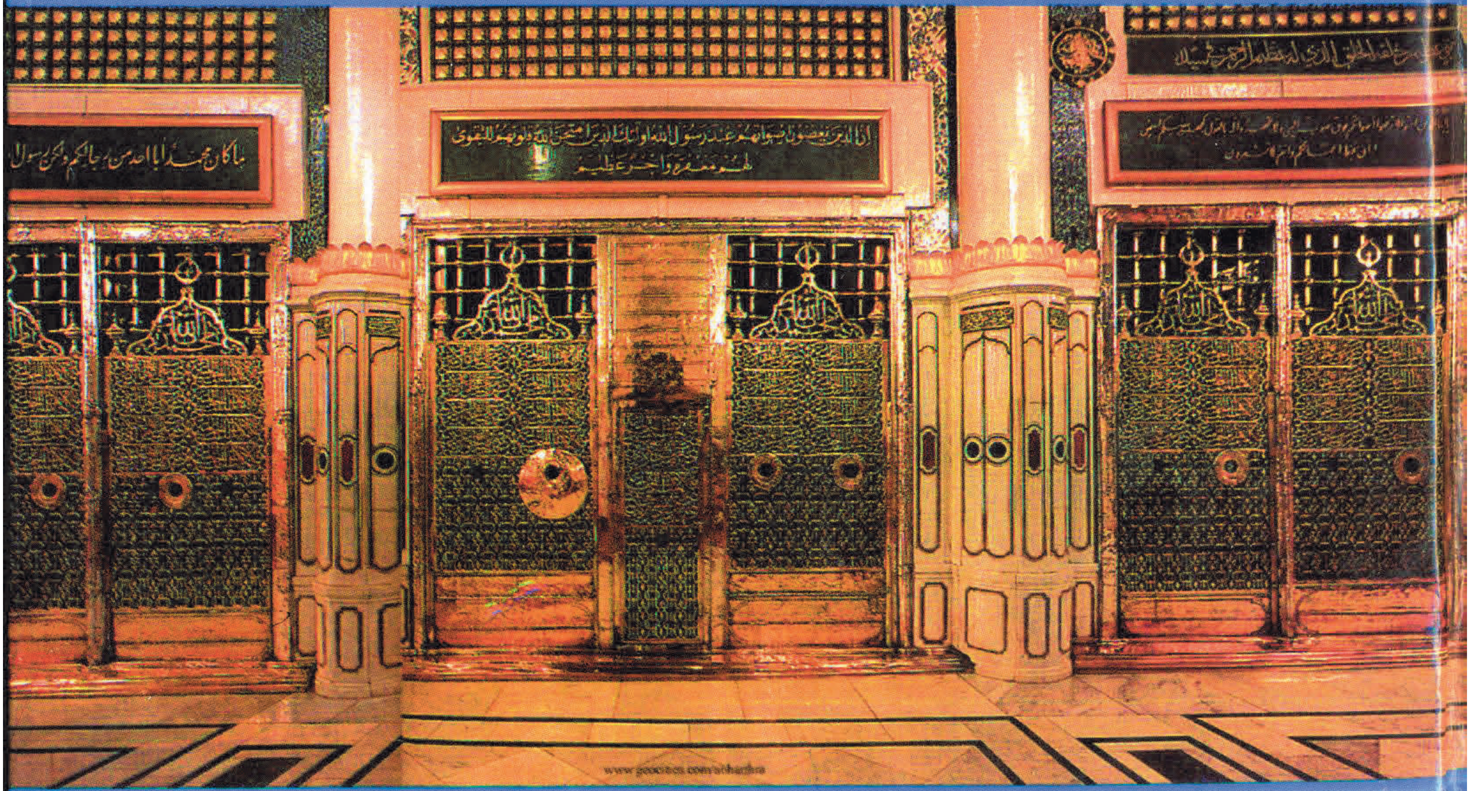
عمدة التحقیق

دوم

در

افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

بجواب زبدة التحقیق



مُصنّف

استاذ العلماء قاضی محمد عظیم نقشبندی

ریٹائرڈ ضلع قاضی کوٹلی آزاد کشمیر

مجلس علماء اہلسنت

وادی بناہ کھوئی رٹہ آزاد کشمیر

عُمْدَةُ التَّحْقِيق

در

افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

بجواب

زبدة التحقیق

حصہ دوم

مصنّف

مناظر اسلام اہل سنت وجماعت کی پہچان

محافظ عقائد اہل سنت

استاذ العلماء والفضلا

قاضی محمد عظیم نقشبندی مجددی مدظلہ العالی

کتاب کانام.............عمدة التحقیق در افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

مصنف.............استاذ العلماء قاضی محمد عظیم نقشبندی

پروف ریڈنگ...............مجلس علمائے اهلسنت

کمپوزنگ.............صغیر احمد قادری/محمد عدیل

سال اشاعت ....ذوالحج 1432ھجری بمطابق نومبر 2011ء

....

ضروری نوٹ

پروف ریڈنگ دقت نظر سے کی گئی ہے مگر خطاء فطرت انسانی کا حصہ ہے غلطی نظر آنے پر ضرور مطلع فرمائیں، انشاءاللہ درستگی کی جائے گی،،

۲: کتاب میں مکررات ہیں بندۂ ناچیز پر بار گراں بن کر گرے، زبان وقلم نے اکتاہٹ محسوس کی مگر ہم نے یہ تحریری ذمہ داری لی تھی کہ ہر دلیل کا رد دلیل سے کیا جائے گا سید صاحب نے چونکہ ایک بات اور ایک روایت کا تکرار در تکرار کیا ہے اس لئے بامر مجبوری جواب بھی اسی نہج پر دیا گیا ہے تکرار میں جدت اور ادب کو بھی شامل کیا گیا ہے،، امید ہے کہ آپ ضرور بہرہ ور ہوں گے۔

طالب عفو، بندۂ گنہگار

قاضی محمد عظیم نقشبندی

﴿عرض مصنّف﴾

☆ اگر خوف ناراضگی دامنگیر، اور نام کو صیغہء راز میں رکھنے کا عہد و پیماں نہ ہوتا تو میں ان شخصیات مقدسہ کو صفحہ اوّل کی پیشانی کا جھومر بناتا جن کی جان، مال، فکر و دانش مسلک حقّہ اہل سنت و جماعت کیلئے وقف ہے ☆

بندۂ گنہگار

قاضی محمد عظیم نقشبندی عفی عنہ

فہرست مضامین

آرہا ہے، عزت نفس کو مجروح کریں گے نہ ذاتیات پر اتریں گے، ہماری تحریر کردہ یہ سند توصیف ان کو راس نہ آئی اور اپنے ارادتمندوں کے سامنے اپنی شیخی بگاڑنے کیلئے شان سادات سے حد درجہ نیچے اترے آئے لیکن ہم بایں ہمہ ان کے موقف کی تردید اور ان کے دلائل کی تکسیر انشاء اللہ ضرور کریں گے مگر ان کی عزت نفس کو مجروح کرنے کے لئے بازاری زبان نوک قلم پر نہیں لائیں گے، عظمت صدیق پر برسنے والے تیروں کیلئے اپنا سینہ اور جگر پیش کرتے ہوئے کہیں گے،

آؤ پیارے ہنر آزمائیں　　تم تیر آزماؤ ہم جگر آزمائیں

اب ہم اصل موضوع کی طرف آتے ہیں:

مسئلہ افضلیت ضروریات دین میں سے ہے

سید صاحب کا کہنا کہ مسئلہ افضلیت ضروریات دین میں سے نہیں، اس کا جواب

سید صاحب: کیا مسئلہ افضلیت ضروریات دین میں سے ہے؟ یعنی اس کے نزدیک ضروریات دین میں سے نہیں،

جواب: خلیفہ کا تقرر اور اس کا اہل زماں سے افضل ہونا ضروریات دین میں سے ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے،

ابو منصور عبدالقاہر بن طاہر تمیمی بغدادی متوفی ۴۲۹ھ اپنی کتاب اصول دین کے ص:۲۹۳ پر تحریر فرماتے ہیں: "فقال ابو الحسن الاشعری (المتوفی ۳۳۰ھ) یجب ان یکون الامام افضل اهل زمانه فی شروط الامامة و لا ینعقد الامامة لا حد مع وجود من هوا افضل منه فیها فان عقدها قوم للمفضول کان المعقود له من الملوک دون الائمة ولهذ اقال فی الخلفاء الاربعةافضلهم ابو بکر ،ثم عمر ،ثم عثمان ،ثم

علی "(زبدۃ .ص. ۲۲۰)

ترجمہ: امام ابوالحسن اشعری نے کہا، کہ شرائط امامت سے ہے کہ امام (خلیفہ) کا اہل زماں سے افضل ہونا ضروری ہے، اگر قوم غیر افضل کو خلیفہ بنالے تو وہ بادشاہ ہوگا خلیفہ نہیں ہوگا بشرطیکہ بوقت انتخاب افضل موجود ہو، اسی قانون اور قاعدہ کے تحت امام ابوالحسن اشعری نے فرمایا کہ خلفاء اربعہ میں سے ابوبکر صدیق افضل ہیں۔ اس قاعدے کی بنیاد اور اصل اجماع صحابہ ہے،

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا۔

﴿واما الخليفة فليس لهم ان يولوا الخلافة الا افضلهم وهذافي الخلفاء خاصة وعليه اجماع الامة﴾ [شرح فقه اكبر ،ص:۷۵ مطبع سعيدى كراچى]

سقیفہ بنی ساعدہ کے اجتماع میں صحابہ نے لازماً سب سے افضل شخص (ابوبکر صدیق) کو ہی خلیفہ بنانا تھا خلیفۃ المومنین کیلئے سب سے افضل ہونا اس کی ماہیت کیلئے خاصہ ہے اور اس پر پوری امت کا اجماع ہے معلوم ہوا اسلام میں خلیفہ کی حقیقت اور ذات کیلئے افضلیت خاصہ لازمہ بینہ ہے کہ وہ اپنے تمام معاصرین سے بہر صورت اور بہر پہلو افضل ہو۔ سقیفہ بنی ساعدہ میں اسی قانون اور قاعدے کو مدنظر رکھتے ہوئے تمام صحابہ بشمول انصار مہاجرین نے تاج خلافت حضرت ابوبکر صدیق کے سر پر رکھا۔ الصواعق المحرقہ اور التمہید کے حوالے سے پہلے گزر چکا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے نام کی جگہ، حضرت عمر، حضرت ابوعبیدہ بن الجراح، حضرت علی رضی اللہ عنہم کے اسماء گرامی پیش کیے، اور خود خلیفہ بننے سے انکار کیا، مگر ہر سہ حضرات نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اپنے بلکہ سب صحابہ سے افضل قرار دیتے ہوئے ان کا نام تجویز کیا، جس پر تمام صحابہ نے اتفاق کیا اور بیعت کی، اس سے یہ بات ثابت اور محقق ہوگئی کہ خلافت کی شرط اولین یہی ہے کہ وہ اپنی ذات، صفات اور شناخت میں یکتائے روزگار ہو، کسی

جہت اور کسی وصف کے حوالے سے اس کی افضلیت اور انفرادیت کے مقابل کوئی معارض قول اور مخالف چیز سامنے نہ آئے، سقیفہ بنی ساعدہ میں حضرت ابوبکر صدیق کی ہمہ صفت موصوف شخصیت پر حضرت عمر اور حضرت ابوعبیدہ بن الجراح نے دلائل دیئے صحابہ کرام کے اتنے بڑے مجمع عام میں کسی طرف سے ان دلائل کی تردید، یا تنقیص سامنے نہ آئی، جس سے یہ محقق ہوگیا کہ خلیفہ کیلئے بالا جماع یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے اہل زمان سے افضل ہو،

یہاں تک تو یہ واضح ہوگیا کہ اسلام میں خلیفہ کا اپنے اہل زمان سے افضل ہونا ضروری ہے اور اس پر اجماع صحابہ کی تائیدی مہر ثبت ہے اجماع صحابہ دلیل قطعی ہے، محبّ طبری رحمہ اللہ نے فرمایا:

﴿فان الا جماع﴾ قطعی، اجماع جو ادلہ شرعیہ میں تیسرے نمبر پر ہے دلیل قطعی ہے۔

(الریاض النضر ة:١:ص:٢٢٠)

امام موصوف مزید فرماتے ہیں کہ:﴿ام کیف یحل اعتقاد خلاف ذالک والاجماع علی خلافه وهو قطعی﴾[الرياض النضره : ١ : ٢٢٩]

اجماع کے خلاف یہ عقیدہ کیسے صحیح ہوسکتا ہے جبکہ اس کے خلاف اجماع صحابہ ہے جو دلیل قطعی ہے، ان اقتباسات سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ اجماع دلیل قطعی ہے تو گویا خلیفہ کے افضل الناس ہونے پر دلیل قطعی موجود ہے اور یہی دلیل قطعی تقاضا کرتی ہے کہ خلیفۂ اسلام افضل الناس ہو، جس طرح اجماع دلیل قطعی سے خلیفہ اسلام کا افضل الناس ہونا ثابت ہے اسی طرح اجماع جو دلیل قطعی ہے خلیفہ کے تقرر کا تقاضا کرتا ہے۔

اور صحابہ کا عمل اس پر شاہد عدل ہے امام ابوشکور سالمی رحمہ اللہ نے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ کا وصال ہوا تو سقیفہ بنی ساعدہ خزرجی میں صحابہ کرام مہاجرین و انصار نے جمع ہو کر کہا کہ ہم نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ جو بغیر امام کے مرے اس کی موت جاہلیت کی موت ہے اور ہم

ایک دن بھی، بغیر امام کے رہنا پسند نہیں کرتے۔

صحابہ کرام جمع ہوئے اور سب نے بالاتفاق حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت کو تسلیم کیا اور کسی ایک نے بھی انکار نہیں کیا۔ (التمہید ابوشکور سالمی بحث خلافت و امارت: ص:٣٥١)

ملا علی قاری، محبّ الدین طبری، اور امام شکور سالمی رحمہم اللہ کی توضیحات سے واضح ہوا کہ اسلام میں خلیفہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے تمام اہل زمان سے افضل ہو اور اس افضلیت پر اجماع امت ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی افضلیت پر اجماع امت ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت پر اجماع امت ہے، اور اسی طرح آپ کی افضلیت آپ کی خلافت پر بھی اجماع امت ہے، اجماع امت دلیل قطعی ہے، جس طرح آپ کی خلافت پر ایمان رکھنا اجماع امت کی بنیاد پر واجبات شرعیہ میں سے ہے۔ اسی طرح آپ کی افضلیت پر ایمان رکھنا بھی واجب ہے اسلام میں خلافت اور افضلیت کے درمیان تلازم ہے سید صاحب کا یہ تحریر کرنا کہ افضلیت ضروریات دین میں سے نہیں غلط ہے جب افضلیت اور خلافت دونوں کا وجود اور صدور اجماع امت سے ہے اجماع دلیل قطعی ہے کیا اجماع دلیل قطعی نہیں؟ اور دلیل قطعی سے جو حکم اور اثر مرتب ثابت ہے ضروریات دین میں سے نہیں؟ اگر خلیفہ کا انتخاب اور اس کی افضلیت ضروریات دین میں سے نہ ہوتے تو سقیفہ بنی ساعدہ خزرجی میں انصار کے اجماع جو انتخاب خلیفہ کیلئے منعقد ہوا تھا کا سن کر شیخین کریمین بعجلت وہاں کیوں پہنچتے؟ خدشہ تو یہی تھا کہ کہیں عجلت میں انصار خلافت کیلئے کسی ایسے شخص کی نامزدگی نہ کر بیٹھیں جو اسلام کی مقرر کردہ شرط افضلیت پوری نہ کرتا ہو، کیونکہ اگر ایسا ہوگیا تو گلشن اسلام کی ہر شاخ تنے سے الگ، ہر پتہ ٹہنی سے جدا، اور ہر پھول اپنی شاخ سے کٹ کر ضائع اور برباد ہو جائے گا، اور ہر شجر کے برگ و بار افتراق و تشتت کی بادخزاں کی چیرہ دستیوں سے نیست و نابود ہو جائیں گے اور گلشن اسلام کی نکہت و بہار باہمی رنجش

سوال یہ ہے کہ کیا اجماع شریعت مطہرہ کی دلیل ثالث ہونے کی بنیاد پر ضروریات دین سے نہیں؟ پھر اجماع صحابہ کی قوت سے ثابت ہونے والا حکم ضروریات دین سے نہیں؟ اگر اجماع اور اس سے ثابت ہونے والا حکم ضروریات دین سے نہ ہوتا تو صحابہ رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین میں شریک ہوتے امر خلافت کی یکسوئی کیلئے سقیفہ بنی ساعدہ میں ہرگز جمع نہ ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے اجماع پر اعتقاد رکھنے اور اجماع کے مقتضیٰ پر عمل کرنے کا سختی سے حکم فرمایا ہے، ﴿اتبعوا السواد الاعظم﴾ میری امت کی جماعت کثیرہ کی پیروی کرو، ﴿من شذ شذ فی النار﴾ جو اجماع امت سے الگ ہوا وہ جہنم رسید ہوا، کیا جہنم میں جانا ضروریات دین میں سے ہے؟ بلکہ جنت میں جانا ضروریات دین میں سے ہے اگر جنت کی طلب اور داخلہ ضروریات دین میں سے نہ ہوتا تو صحائف و کتب کا نزول ہوتا نہ انبیاء اور مرسلین کو بھیجا جاتا، نبی کریم ﷺ نے ضروریات دین کی پوری اور مکمل تفصیل، اور اس کے اعداد و شمار اپنے اس فرمان ذی شان میں بند کر دیئے ہیں کہ صحابہ نے پوچھا جنتی گروہ کون ہوگا؟ فرمایا ﴿ما انا علیہ و اصحابی﴾ ترجمہ: جو میرے اور میرے صحابہ کے طریق ہدایت پر ہوگا، سقیفہ بنی ساعدہ میں صحابہ کا اجتماع کیا اس حدیث کی علمبرداری نہیں؟ جس میں فرمایا گیا ہے کہ جو بغیر امیر مرا وہ جاہلیت کی موت مرا، رسول اللہ ﷺ کے سانحہء ارتحال کے بعد وحی کی آمد کا سلسلہ منقطع ہو گیا مسلمانوں پر خلیفہ کا تقرر لازمی شرعی ضرورت ٹھہرا اس لئے سقیفہ بنی ساعدہ میں نبی کریم ﷺ کے فرمان عالی قدر کو روبعمل لانے کیلئے اجماع صحابہ ہوا جس میں افضلیت کی شرط پر خلیفہ کا انتخاب ہوا، صحابہ نے چونکہ رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے عظمت صدیق کے جھڑتے ہوئے گلہائے عطر ریز اپنے قلوب و اذہان میں محفوظ کر رکھے تھے، اور ہر صحابی کی طبع نفیس ان کی رعنائی اور خوشبو سے آشنا اور بہرہ ور تھی اسلئے بالاتفاق تاج خلافت عظمتوں کے اس بے تاج بادشاہ کے سر رکھا گیا جس کا نام صدیق اکبر رضی

اللہ عنہ ہے، سقیفہ بنی ساعدہ خزرجی میں صحابہ کرام کی جملہ کاروائی ﴿ما انا علیہ و اصحابی﴾ کی عملی تفسیر اور واضح عمل داری تھی، جو ضروریات دین میں سے تھی۔ سید صاحب بتائے کہ ﴿ما انا علیہ و اصحابی﴾ کا حکم فقط سقیفہ بنی ساعدہ تک محدود اور محصور تھا یا اس کا حکم اور اتباع اپنی غیر محدود وسعتوں کو لیے ہوئے صبح قیامت تک جاری و ساری ہے؟ بلاشبہ جاری و ساری ہے۔ اگر اس کا حکم اور اس کی تعمیل ضروریات دین کی فہرست میں نہ آتے تو قیام قیامت تک آنے والے قافلہ ہائے اہل ایمان کو اس کیلئے پابند عمل نہ کیا جاتا، یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ سقیفہ بنی ساعدہ میں خلافت اور استحقاق خلافت کی جملہ کاروائی (افضلیت) ﴿ما انا علیہ و اصحابی﴾ کے تحت ہوئی جو ضروریات دین کا حصہ بن گئی، عبدالقادر شاہ کا یہ کہنا کہ افضلیت ضروریات دین سے نہیں، غلط اور خلاف عقل و دانش ہے، ﴿اتبعواالاسوادالاعلم﴾ اور ﴿ما انا علیہ و اصحابی﴾ ہر دو احادیث کا حکم یہ ہے کہ عقیدہ جمہور اور اجماع صحابہ کی پیروی کی جائے، اجماع صحابہ کا جمہوری عمل اور مجموعی رائے دلیل افضلیت ہے، جو ضرورت دین میں سے ہے اس لئے جمہور علماء کا اتفاق اور اجماعی عقیدہ افضلیت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ہے، ملا علی قاری رحمہ اللہ نے فرمایا: ﴿ان الاجماع علی افضلیة الصدیق محمول علی اجماع من یعتدبہ من اہل السنة اذلا یصح حملہ علی اجماع الامة المخالفة بعض اہل البدعة﴾

(شرح فقہ اکبر: ص: ۸۲)

ترجمہ: یہ جو کہا گیا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق کی افضلیت پر اجماع ہے اس سے مراد قابل اعتماد اہل سنت ہیں۔ (یعنی علمائے اہل سنت ہیں) اس اجماع کو، اجماع امت نہیں کہہ سکتے کیونکہ اہل بدعت (شیعہ) افضلیت ابوبکر صدیق اور اجماع کے مخالف ہیں۔

اللہ تعالیٰ کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اہل سنت و جماعت کے دسویں صدی ہجری کے مجدد، اور

سالار قافلہ حنفیت ملا علی قاری رحمہ اللہ کی قبر انور پر جنہوں نے عقیدۂ اہل سنت و جماعت ،اور عقیدۂ اہل تشیع کی تفصیل بیان کی اوران کے درمیان پایا جانے والا اختلاف بھی واضح فرمایا: کہ جمہور علمائے امت اور تمام اہل سنت و جماعت حضرت ابوبکر صدیق کو افضل البشر بعد الانبیاء والمرسلین مانتے ہیں اوراہل تشیع ،اس کا انکار اوراسکی مخالفت کرتے ہیں سید صاحب اگر افضلیت کا انکار کرتا ہے اور دلیل یہ دیتا ہے کہ یہ ضروریات دین سے نہیں ،قبر میں اس کے متعلق سوال نہیں ہوگا،،اس کی اس بہانہ جوئی سے صاف ظاہر ہے کہ اس کا موقف اہل سنت و جماعت کے مذہب کے مغائر ہے ،سید صاحب نے زبدۃ میں بار ،بار اجماع کا انکار کیا ہے ،اجماع صحابہ ہو یا اجماع اہل سنت ،اس کا انکار اہل سنت و جماعت کیلئے ناممکن ہے کیونکہ اہل سنت و جماعت کے مضبوط دلائل میں سے ایک دلیل اجماع صحابہ بھی ہے ،تحقیق وعلم کی دنیا میں اجماع کا انکار دلیل قطعی کا انکار ہے جو ایمان کے چولہوں کو ہلا کر رکھ دیتا ہے ،،سید صاحب سے ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر قبر میں مسئلہ افضلیت نہیں پوچھا جائے گا تو کیا ضروریات دین کا حصہ بننے والے جملہ امور شرعیہ کا بھی سوال ہوگا ؟ بے شک انفراداً ،تفصیلاً فرشتے بندے سے تمام ضروریات دین کا سوال تو نہیں پوچھیں گے اور یہ یقینی امر بھی ہے تو کیا پھر فرشتوں کا سوال نہ بننے والے احکام شرعیہ کو چھوڑ دیا جائے ؟ اگر سید صاحب کا پختہ ایمان ہے کہ نکیرین افضلیت کا سوال نہیں پوچھیں گے تو پھر بتایا جائے کہ زبدۃ التحقیق کو چار صد صفحات پر پھیلانے کا مقصد؟ آج پوری دنیا اس کے عنوانات ،دلائل ،اور تبصرہ جات کو پڑھ کر یہ کہہ رہی ہے کہ زبدۃ التحقیق ایک ایسی دستاویز ہے جس میں اجماع صحابہ ،جمہور علمائے امت اور تمام اہل سنت اور افضلیت ابوبکر صدیق پر تابڑ توڑ حملے کئے گئے ہیں ،اس کو سنی کتب سے شمار نہیں کیا جا سکتا ،،

اور پھر اس میں جا بجا افضلیت ابوبکر صدیق کی نفی اور حضرت علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کو افضل البشر

بعد الانبیاء والمرسلین لکھنے اور اس پر ضعیف ،سقیم ،اور بے بنیاد دلائل ذکر کرنے اور ان کا سہارا لینے کی ضرورت کیوں پیش آئی ؟ اگر دینی ضرورت کے ہاتھوں مجبوری اور بے بسی تھی تو یہ ضرورت صرف اہل تشیع کی ہو سکتی ہے اہل سنت و جماعت کی نہیں ،سید صاحب کو اہل تشیع کا وکیل اور ترجمان بننے کی کیا ضرورت تھی؟

بہر حال اگر خلافت کے مصداق سے افضلیت کی شق اور شرط کو حذف کر دیا جائے تو لازم آئے گا کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بعد مسند آرائے امارت ہونے والے سب امراء کو خلیفہ کہا جائے ،اور ان کے تقرر اور استحقاق پر مہر تصدیق ثبت کی جائے جبکہ ملا علی قاری رحمہ اللہ کی تصریح کہ خلیفہ کیلئے افضلیت شرط ہے اور اس پر اجماع امت ہے کے بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے بعد آنے والے امراء کے سروں پر تاج خلافت رکھنا محال شرعی ہے ۔کیونکہ وہ افضلیت کے حامل نہ تھے ،ماننا پڑے گا کہ خلافت کے عنوان میں لازمی اور بنیادی شرط افضلیت ہے ،،اور اس پر اجماع امت ہے ۔

شرط افضلیت بطریق دیگر اسلام میں خلیفہ کا انتخاب اور تقرر واجبات شرعیہ میں

سے ہے ۔محدث ابن حجر مکی رحمہ اللہ نے فرمایا:

﴿اعلم ایضا ان الصحابة رضوان الله علیهم اجمعوا علی ان نصب الامام ،بعد انقراض زمن النبوة واجب بل جعلوه اهم الواجبات حیث اشتغلوا به عن دفن رسول الله ﷺ واختلافهم فی التعیین لا یقدح فی الاجماع المذکور ولتلک الاهمیة لما توفی رسول الله ﷺ قام ابوبکر خطیبا کما سیاتی فقال ایهاالناس من کان یعبد محمدا فان محمدا قد مات ومن کان یعبدالله فان الله حی لا یموت و لا بدلهذاالامر ممن یقوم به فانظروا وهاتوا

اراء کم فقالوا صدقت ننظر فیه ﴾ (الصواعق المحرق: ص ۷،۸)

اس امر کا لازماً علم ہونا چاہیے کہ زمانہ نبوت کے اختتام پر تمام صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم نے اس امر پر اجماع کیا کہ امام کا تقرر واجب ہے، بلکہ تقرر امام کو اہم واجبات سے شامل کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی تجہیز و تکفین کو چھوڑ کر انتخاب خلیفہ میں مشغول اور مصروف ہو گئے، باوجودیکہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے وقتی طور پر اختلاف کیا مگر یہ اختلاف اجماع صحابہ کیلئے نقصان کا باعث نہیں، کیونکہ تقرر امام ایک اہم اور حساس معاملہ تھا،، رسول اللہ ﷺ کے وصال کے وقت جناب صدیق اکبر نے بلند پایہ مبنی برحقیقت ایک بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا، اور اعلان فرمایا: لوگو سنو! جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ تو انتقال فرما گئے ہیں، اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا وہ بھی سن لے کہ اللہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے زندہ ہے اس پر کبھی موت نہیں آئے گی، نظام نبوت کو چلانے اور باقی رکھنے کیلئے خلیفہ کا تقرر ضروری ہے اس اہم معاملے کو دقت نظر سے دیکھو اور اپنی اپنی رائے کا اظہار کرو، سب نے کہا اے صدیق رضی اللہ عنہ آپ نے بالکل سچ کہا ہم اس میں غور و فکر کرتے ہیں۔ اسی غور و فکر کی غرض سے تقرر خلیفہ کی اہمیت کو لئے ہوئے انصار سقیفہ بنی ساعدہ میں جمع ہوئے، اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی نامزدگی ہو چکی تھی چونکہ مہاجرین صحابہ کا کوئی فرد اس وقت موجود نہ تھا اس لئے شیخین کریمین یہ خبر سنتے ہی سقیفہ بنی ساعدہ میں چلے گئے وہاں مسئلہ خلافت کے موضوع پر گفتگو جاری اور گرما گرم بحث ہو رہی تھی، حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی نامزدگی چونکہ انصار کر چکے تھے، اس لئے حضرت سعد بن عبادہ نے بحیثیت امیدوار دلائل دیئے، خدمات اسلام اور احترام نبوت کے حوالے سے انصار کی خدمات کے حوالہ جات پیش فرمائے اور خلافت کا استحقاق جتلایا۔ بعد میں مہاجرین صحابہ کے آ جانے پر حالات کا رخ تبدیل ہوا اور باجماع صحابہ تاج خلافت جناب صدیق اکبر کے سر رکھا گیا، محدث مذکور کی عبارت اس بات کی واضح دلیل ہے کہ خلیفہ کا انتخاب تمام واجبات سے بلند ترین اور انتہائی اہم واجب ہے، اس کے اہم واجب ہونے پر اجماع صحابہ ہے اگر مسئلہ خلافت اسلام میں اہم واجبات سے نہ ہوتا تو صحابہ کرام

رسول اللہ ﷺ کے کفن دفن کے معاملات کو چھوڑ کر خلافت کے معاملہ کو یکسو اور حتمی شکل دینے کیلئے سقیفہ بنی ساعدہ میں کیوں جمع ہوتے؟ اجماع صحابہ سے یہ امر ثابت ہو گیا کہ مسئلہ خلافت ضروریات دین اور واجبات شرعیہ میں سے ہے، اور اجماع صحابہ سے ثابت ہے کہ اسلام میں خلیفہ کا سب سے افضل ہونا ضروری ہے، مسلمہ قانون ہے کہ واجب کا مقدمہ (جس پر واجب کا وجود اور عمل داری) موقوف ہو وہ بھی واجب ہوتا ہے جیسے نماز کیلئے وضو، جس طرح اسلام میں باجماع صحابہ خلیفہ کا تقرر واجبات شرعیہ میں سے ہے اسی طرح باجماع صحابہ خلیفہ کا اپنے تمام اہل زمان سے افضل ہونا بھی واجبات شرعیہ میں سے ہے، ہمارے اس موقف کی تائید شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور سرکار گولڑہ شریف سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمہما اللہ کے اقوال مبارکہ سے بھی ہوتی ہے، فرماتے ہیں شیخین کی افضلیت اس جماعت پر جو فتح مکہ کے بعد مسلمان ہوئے منطوق آیت سے ثابت ہے او جماعت متقدمہ پر بمفہوم موافق یعنی جماعت متقدمہ میں سے جس کا انفاق و قتال مقدم ہو گا وہ سب سے افضل ہو گا اور شیخین کا انفاق اور قتال احادیث صحیحہ سے مقدم ثابت ہے لہذا خلافت ان کی خلافت راشدہ و خاصہ ٹھہری جس میں خلیفہ کا افضل ہونا ضروری سمجھا گیا ہے۔ (تصفیہ ما بین سنی و شیعہ، ص: ۲۳)

مندرجہ اس اقتباس کا سیدھا سادہ مفہوم یہ ہے کہ شیخین کی خلافت مطلق خلافت نہیں بلکہ خلافت راشدہ خاصہ ہے۔

اس کے راشدہ ہونے کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ میرے بعد تیس سالوں تک خلافت راشدہ ہو گی، اور خاصہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اجماع صحابہ سے ان کی خلافت ثابت ہے آیت قرآنی بطور دلیل بھی موجود ہے اور دلیل افضلیت قطعیہ ہے جو دیگر دلائل کے علاوہ سورۂ حدید کی آیت نمبر ۱۰، سے ثابت ہے،

بدعت اہل عدالت نہیں اس اجماع کے انعقاد میں وہ داخل ہی نہیں،، (۳) مبتدع کی مخالفت کا کوئی اعتبار نہیں اس کی مخالفت کے باوجود اجماع منعقد ہو جاتا ہے مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں امام غزالی رحمہ اللہ کا قول باب اجماع میں قول معارض ہے نہ حجت،،

سید صاحب نے آخر میں لکھا کہ: لیکن افضلیت صحت سند اور معتمد دلائل سے ثابت نہیں لہٰذا اس کے متعلق خاموشی اولیٰ واحری ہے،، (زبدة:۳۴۳)

جواباً کہا جائے گا کہ زبدة سید صاحب کا تحقیقی نچوڑ اور تفضیل علی رضی اللہ عنہ کا آخری فیصلہ اور حتمی اعلان ہے جس کو مقدمہ کتاب سے لیکر ص ۴۰۰ تک پھیلا دیا گیا ہے، سید صاحب نے افضلیت ابوبکر صدیق کی نفی اور انکار میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا، اقوال ضعیفہ، روایات شاذہ، اور غیر مسلکی مواد جمع کرنے سے بھی گریز نہیں کیا، طیش و جوش میں یہ بھی یاد نہ رہا کہ یہ قول، اور یہ روایت متعدد بار پہلے آ چکا ہے پھر سے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں، بہر حال کتاب ان کی اپنی، قلم ان کا اپنا سوچ ان کی ذاتی عقیدہ ان کا اپنا جو چاہیں لکھیں جب چاہیں لکھیں، لیکن ایک چیز کو بار بار ذکر کرنے سے ہمیں ہچکچاہٹ ضرور محسوس ہوتی ہے لیکن جواب دینا ہماری مجبوری ہے،، تعجب اس بات پر ہے کہ پہلے نقل ہو چکا ہے کہ افضلیت ابوبکر صدیق قرآن، حدیث اور اجماع سے ثابت ہے۔ عمدة التحقیق جلد اوّل میں بھی سیر حاصل بحث کے ضمن میں دلائل کا ذخیرہ نقل کر دیا گیا ہے مگر سید صاحب اب پھر کہہ رہے ہیں کہ: لیکن افضلیت صحت سند اور معتمد دلائل سے ثابت نہیں، دیگر دلائل کے علاوہ امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمہ اللہ نے قصیدہ بدء الامالی کی شرح کا حوالہ دیتے ہوئے نقل فرمایا: ﴿ای فضل واضح ثابت بالدلائل السمعیة واجماع الامة فمن انکره یوشک ان فی ایمانه خطرا﴾ ترجمہ: حاصل یہ کہ تفضیل صدیق قرآن وحدیث واجماع امت سے ثابت جو اس سے انکار کرے قریب ہے کہ اس کے ایمان میں خطر ہو۔

تفضیلیہ اور امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ

آگے تحریر فرمایا: عجب اس سے جو اجماع صحابہ و تابعین و کافہ اہل سنت کا خلاف کرے پھر اپنے آپ کو

سنی جانے آگے فرمایا: سنی وہ جو تمام عقائد اہل سنت میں ان کے موافق ہو اگر اس میں بھی خلاف کرتا ہے ہرگز سنی نہیں بدعتی ہے اسی لئے علمائے دین تفضیلیہ کو سنیوں میں شمار نہیں کرتے،، (مطلع القمرین:۶۵)

شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے فرمایا: ﴿ثم الخلیفة لا تشترط فیه العصمة لانه لیس بمقنن، وهو ابوبکر ثم عمر، ثم عثمان ثم علی بالنص والاجماع والافضلیة کذالک بهما﴾ (میزان العقائد) ترجمہ: پھر خلیفہ کیلئے معصوم ہونا شرط نہیں (معصوم ہونا اہل تشیع کا مذہب ہے) کیونکہ وہ قانون بنانے والا نہیں قانون اسلامی کی تعبیر و تشریح کرنے والا اور نافذ کرنے والا ہے، رسول اللہ ﷺ کے بعد خلیفہ حق ابوبکر ہیں، پھر عمر، پھر عثمان اور پھر علی ہیں، رضی اللہ عنہم۔ ان کی خلافت نص اور اجماع صحابہ سے معرض وجود میں آئی ہے اور اسی ترتیب خلافت کے مطابق ان کی افضلیت پر نص اور اجماع ہے،، اور یہ اجماع کو صحت سند اور معتمد دلائل نہیں مانتے؟ جمہور امت ان کو دلائل قطعیہ مانتی اور ان سے ثابت ہونے والی افضلیت کو بھی قطعی مانتی ہے۔ سید صاحب ان کی شرعی حیثیت اور اساسی اہمیت کو کیوں تسلیم نہیں کرتے؟ کیا نص اور اجماع کی مخالفت اور انکار کا نام فکر اسلام ہے؟

سید صاحب نے تحریر کیا کہ یہ کہنا بھی لغو جملہ ہو گا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جو سب سے افضل نہ جانے وہ سنی نہیں ہو گا۔ (زبدة:۳۴۳)

جواباً کہا جائے گا کہ سید صاحب کا یہ کہنا بذات خود لغو ہے کیونکہ علامہ سعد الدین التفتازانی رحمہ اللہ نے تحریر کیا ہے کہ حیث جعلوا من علامات السنة والجماعة تفضیل الشیخین ومحبة الختنین ﴾ (شرح عقائد، ۱۵۰) ترجمہ: اسلاف نے شیخین کی افضلیت اور ختنین (حضرت عثمان، حضرت علی، رضی اللہ عنہما) کی محبت کو اہل سنت و جماعت کی علامت قرار دیا ہے۔،،

ملا علی قاری رحمہ اللہ نے نقل فرمایا: ﴿وفی المنتقی سئل ابو حنیفة عن مذهب اهل السنة والجماعة فقال ان تفضل الشیخین ای ابابکر وعمر ونحب الختنین ای عثمان